https://www.afkareislami.com

(۲۲) وَمِنْ كِتَابٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اِلٰى عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ

وَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: مَا انْتَفَعْتُ بِكَلَامٍ بَعْدَ كَلَامِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَانْتِفَاعِيْ بِهٰذَا الْكَلَامِ:

اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ الْمَرْءَ قَدْ يَسُرُّهٗ دَرْكُ مَا لَمْ يَكُنْ لِّيَفُوْتَهٗ، وَ يَسُوْٓؤُهٗ فَوْتُ مَا لَمْ يَكُنْ لِّيُدْرِكَهٗ، فَلْيَكُنْ سُرُوْرُكَ بِمَا نِلْتَ مِنْ اٰخِرَتِكَ، وَ لْيَكُنْ اَسَفُكَ عَلٰى مَا فَاتَكَ مِنْهَا، وَ مَا نِلْتَ مِنْ دُنْيَاكَ فَلَا تُكْثِرْ بِهٖ فَرَحًا، وَ مَا فَاتَكَ مِنْهَا فَلَا تَاْسَ عَلَيْهِ جَزَعًا، وَ لْيَكُنْ هَمُّكَ فِيْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

-----☆☆-----

مکتوب (۲۲)

عبداللہ ابن عباس کے نام

عبد اللہ ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جتنا فائدہ میں نے اس کلام سے حاصل کیا ہے، اتنا پیغمبر ﷺ کے کلام کے بعد کسی کلام سے حاصل نہیں کیا:

انسان کو کبھی ایسی چیز کا پالینا خوش کرتا ہے جو اس کے ہاتھوں سے جانے والی ہوتی ہی نہیں اور کبھی ایسی چیز کا ہاتھ سے نکل جانا اسے غمگین کر دیتا ہے جو اسے حاصل ہونے والی ہوتی ہی نہیں۔ یہ خوشی اور غم بیکار ہے۔ تمہاری خوشی صرف آخرت کی حاصل کی ہوئی چیزوں پر ہونی چاہیے اور اس میں سے کوئی چیز جاتی رہے اس پر رنج ہونا چاہیے اور جو چیز دنیا سے پالو، اس پر زیادہ خوش نہ ہو اور جو چیز اس سے جاتی رہے اس پر بیقرار ہو کر افسوس کرنے نہ لگو، بلکہ تمہیں موت کے بعد پیش آنے والے حالات کی طرف اپنی توجہ موڑنا چاہیے۔

--☆☆--

(۲۳) وَمِنْ كَلَامٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

قَالَهٗ قُبَيْلَ مَوْتِهٖ عَلٰى سَبِيْلِ الْوَصِيَّةِ لَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَعَنَهُ اللهُ:

وَصِيَّتِيْ لَكُمْ: اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللهِ شَيْئًا، وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ فَلَا تُضَيِّعُوْا سُنَّتَهٗ، اَقِيْمُوْا هٰذَيْنِ الْعَمُوْدَيْنِ، وَ اَوْقِدُوْا هٰذَيْنِ الْمِصْبَاحَيْنِ وَ خَلَاكُمْ ذَمٌّ.

اَنَا بِالْاَمْسِ صَاحِبُكُمْ، وَ الْيَوْمَ عِبْرَةٌ لَّكُمْ، وَ غَدًا مُّفَارِقُكُمْ، اِنْ اَبْقَ فَاَنَا وَلِيُّ دَمِيْ، وَاِنْ اَفْنَ فَالْفَنَآءُ مِيْعَادِيْ، وَاِنْ اَعْفُ

وصیت (۲۳)

جب ابن ملجم نے آپؑ کے سر اقدس پر ضربت لگائی تو انتقال سے کچھ پہلے آپؑ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا:

تم لوگوں سے میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد ﷺ کی سنت کو ضائع و برباد نہ کرنا۔ ان دونوں ستونوں کو قائم کئے رہنا اور ان دونوں چراغوں کو روشن رکھنا۔ بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا۔

میں کل تمہارا ساتھی تھا اور آج تمہارے لئے (سراپا) عبرت ہوں اور کل کو تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ اگر میں زندہ رہا تو مجھے اپنے خون کا اختیار ہوگا اور اگر مر جاؤں تو موت میری وعدہ گاہ ہے۔ اگر معاف کر

https://www.afkareislami.com

فَالْعَفْوُ لِیْ قُرْبَةٌ، وَ هُوَ لَكُمْ حَسَنَةٌ، فَاعْفُوْا، ﴿اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ﴾.

وَ اللّٰهِ مَا فَجَئَنِیْ مِنَ الْمَوْتِ وَارِدٌ كَرِهْتُهٗ، وَ لَا طَالِعٌ اَنْكَرْتُهٗ، وَ مَا كُنْتُ اِلَّا كَقَارِبٍ وَّرَدَ، وَ طَالِبٍ وَّجَدَ، ﴿وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۝﴾.

اَقُوْلُ: وَ قَدْ مَضٰی بَعْضُ هٰذَا الْكَلَامِ فِیْمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْخُطَبِ، اِلَّاۤ اَنَّ فِیْهِ هٰهُنَا زِیَادَةً اَوْجَبَتْ تَكْرِیْرَهٗ.

دوں تو یہ میرے لئے رضائے الٰہی کا باعث ہے اور وہ تمہارے لئے بھی نیکی ہوگی۔ ”کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں بخش دے“۔

خدا کی قسم! یہ موت کا ناگہانی حادثہ ایسا نہیں ہے کہ میں اسے ناپسند جانتا ہوں اور نہ یہ ایسا سانحہ ہے کہ میں اسے برا جانتا ہوں۔ میری مثال بس اس شخص کی سی ہے جو رات بھر پانی کی تلاش میں چلے اور صبح ہوتے ہی چشمہ پر پہنچ جائے اور اس ڈھونڈنے والے کی مانند ہوں جو مقصد کو پالے، ”اور جو اللہ کے یہاں ہے وہی نیکوکاروں کیلئے بہتر ہے“۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ اس کلام کا کچھ حصہ خطبات میں گزر چکا ہے، مگر یہاں کچھ اضافہ تھا جس کی وجہ سے دوبارہ درج کرنا ضروری ہوا۔

--☆☆--

(٢٤) وَمِنْ وَّصِيَّةٍ لَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ

بِمَا یُعْمَلُ فِیْۤ اَمْوَالِهٖ كَتَبَهَا بَعْدَ مُنْصَرَفِهٖ مِنْ صِفِّیْنَ:

هٰذَا مَاۤ اَمَرَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ مَالِهٖ، ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ، لِیُوْلِجَهٗ بِهِ الْجَنَّةَ، وَ یُعْطِیَهٗ بِهِ الْاَمَنَةَ.

[مِنْهَا]

وَ اِنَّهٗ یَقُوْمُ بِذٰلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ، یَاْكُلُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَ یُنْفِقُ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ، فَاِنْ حَدَثَ بِحَسَنٍ حَدَثٌ وَّ حُسَیْنٌ حَیٌّ، قَامَ بِالْاَمْرِ بَعْدَهٗ وَ اَصْدَرَهٗ مَصْدَرَهٗ.

وَ اِنَّ لِابْنَیْ فَاطِمَةَ مِنْ صَدَقَةِ عَلِیٍّ مِّثْلَ

وصیت (۲۴)

حضرتؑ کی وصیت اس امر کے متعلق کہ آپؑ کے اموال میں کیا عمل درآمد ہوگا۔ اسے صفین سے پلٹنے کے بعد تحریر فرمایا:

یہ وہ ہے جو خدا کے بندے امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے اموال (اوقاف) کے بارے میں حکم دیا ہے، محض اللہ کی رضا جوئی کیلئے تا کہ وہ اس کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کرے اور امن و آسائش عطا فرمائے۔

[اس وصیت کا ایک حصہ یہ ہے]

حسن ابن علی علیہما السلام اس کے متولی ہوں گے جو اس مال سے مناسب طریقہ پر روزی لیں گے اور امور خیر میں صرف کریں گے۔ اگر حسن علیہ السلام کو کچھ ہو جائے اور حسین علیہ السلام زندہ ہوں تو وہ ان کے بعد اس کو سنبھال لیں گے اور انہی کی راہ پر چلائیں گے۔

علی علیہ السلام کے اوقاف میں جتنا حصہ فرزندانِ علیؑ کا ہے اتنا ہی